پرست پیدا کرنا ہے اس بنا پر جو لوگ یہاں سے پیدا ہوتے ہیں وہ دلیشتی جلبیسھر کا مصداق ہوتے ہیں وہ ہر ایک کے لئے خواہ اپنے ہوں یا بیگانے۔ ملکی ہوں یا غیر ملکی رحمت ہوتے ہیں۔ فقر و درویشی ان کا شعار ہے سادہ زندگی اور قناعت ان کا شیوہ ہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ ان کا مقصد ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی جو انسانی سعادت و شرف کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ترویج و اشاعت اور اس کا استحکام و ترقی ہے۔

گذشتہ ماہ جولائی کی ۱۳ر تاریخ کو صدر جمہوریۂ ہند دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے تھے۔ یہاں موصوف نے مدرسہ کی عمارتیں دیکھیں۔ کتب خانہ کے نوادر ملاحظہ فرمائے۔ سپاسنامہ قبول فرمایا۔ آزادیٔ وطن کی راہ میں علمائے دیوبند کی قربانیوں کی داستان سنی۔ اساتذہ اور طلبار کا سادہ طرزِ معاشرت بچشم خود دیکھا۔ عصرانہ میں شرکت کی اور پھر اپنی تقریر دل پذیر میں مدرسہ کی نسبت اپنے جذبات و احساسات بیان فرمائے، یہ سب کچھ تو ہوا۔ لیکن معلوم نہیں صدر جمہوریہ نے دار العلوم کے کسی ایک مردِ مومن کا سینہ کھول کر ایمان و یقین کی اس حرارت و گرمی کو بھی محسوس کیا جس کا براہِ راست تعلق مدینہ کی جلوہ گاہِ قدس سے ہو۔ کہ در اصل دار العلوم میں موصوف نے جو کچھ ملاحظہ فرمایا وہ صرف اس کا قالب اور ظاہر ہے روح در حقیقت یہی ہے۔ صدر جمہوریہ خود بڑے پکے مذہبی انسان ہیں اگر وہ دار العلوم کی اس روح کو دیکھ سکتے تو بے شبہ جتنے وہ متاثر ہوئے اُس سے زیادہ ہوتے اور دار العلوم کو اپنے ملک کے لئے قدرت کا سب سے بہتر عطیہ تصور کرتے۔

افسوس ہے پچھلے دنوں مولانا آزاد سبحانی کا ۷۰ برس کی عمر میں گورکھپور میں انتقال ہوگیا۔ مرحوم کا اصل نام عبد القادر اور وطن سکندر پور ضلع بلیا تھا۔ ادھر ایک مدت سے

گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ورنہ تحریکِ خلافت کے زمانہ میں پورے ہندوستان میں ان کی شہرت کا طوطی بولتا تھا۔ فلسفہ و الٰہیات کے فاضل تھے۔ خطابت و تقریر میں بعض حیثیتوں سے اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ شاعر بھی تھے۔ مرحوم کی ایک غزل بچپن میں کبھی پڑھی تھی جواب تک یاد ہے

نتیجہ کھل گیا جوشِ وفا کا — پیام آیا ہے پیمانِ جفا کا
عقیدہ مٹ رہا ہے اب خدا کا — نکل آؤ ذرا پردہ سے باہر
خدا حافظ ہے ناموسِ حیا کا — مزاجِ لاابالی اور جوانی
قدم کیوں درمیاں ہو ناخدا کا — خدا پر چھوڑ دو انجامِ کشتی
زمانہ ہے فغانِ برملا کا — حدیثِ ضبطِ پروانہ ہے بےوقت
وہ پھر محتاج ہے لطف و عطا کا — ترا آزاد پھر پابندِ غم ہے

لیکن افسوس ہے اپنی صلاحیتوں اور کمالات سے اسلام اور مسلمانوں کو جو فائدہ پہنچا سکتے تھے اپنی طبیعت کے عدمِ استقلال اور تلون کی وجہ سے نہ پہنچا سکے۔ بحیثیت مجموعی بڑی خوبیوں کے انسان تھے۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ۔

مولانا سید بدرالدین صاحب علوی نے جو عربی زبان و ادب کے نامور فاضل اور محقق ہیں۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے چہل سالہ تعلق سے سبکدوش ہونے کے بعد ایک اعلان میں وعدہ فرمایا ہے کہ عربی زبان و ادب کے کسی ایک موضوع سے متعلق جو صاحب تحقیقاتی کام کرنا چاہیں۔ مولانا بڑی خوشی سے بغیر معاوضہ کے اُس کام کی نگرانی اور اُس میں راہنمائی کرنے کے لئے آمادہ ہیں اس سلسلہ میں ریسرچ کے موضوع کا انتخاب خود مولانا کریں گے اور تکمیل کے بعد اپنے حلقۂ اثر میں اُس کی طباعت اور اشاعت کا بھی بندوبست فرمائیں گے ارباب ذوق کے لئے مولانا کا یہ اعلان بڑا حوصلہ افزا اور مایۂ مسرت ہے۔ خط و کتابت کے لئے مولانا کا پتہ یہ ہے:۔

بجھہ ہاؤس۔ کیلا نگر۔ علی گڑھ